سیر و سوانح

محمد وسیم اختر مفتی

حضرت علی رضی اللہ عنہ

(۱۳)

[''سیر و سوانح'' کے زیر عنوان شائع ہونے والے مضامین ان کے فاضل مصنفین کی اپنی تحقیق پر مبنی ہوتے ہیں، ان سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔]

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

ثالثی پر خوارج کا رد عمل

حضرت اشعث بن قیس اور خارجی لیڈروں زید بن حصین اور مسعر بن فدکی کے اصرار پر حضرت علی نے حضرت ابو موسیٰ اشعری کو اپنی طرف سے حکم مقرر کر دیا تو خوارج ہی کے زرعہ بن برج اور حرقوص بن زہیر ان کے پاس آئے، 'لاحکم إلا الله' کا نعرہ بلند کیا اور صلح کالعدم کر کے شامیوں سے دوبارہ جنگ کرنے کا مشورہ دیا۔ حضرت علی نے جواب دیا: میں نے قتال کرنا چاہا تو تم نے نافرمانی کی۔ اب ہم نے معاہدہ کر لیا ہے، شرائط اور گواہیوں سے اسے محکم کر لیا ہے، اس لیے اللہ کے حکم 'وَاَوۡفُوۡا بِعَهۡدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدۡتُّمۡ'، ''اور جب تم باہم معاہدہ کرو تو اللہ کو گواہ بنا کر کیے گئے اس عہد کو پورا کرو'' (النحل ۱۶: ۹۱) پر عمل کرنا ہو گا۔ حرقوص بولا: یہ گناہ ہے، جس سے توبہ کرنا آپ پر واجب ہے۔ حضرت علی نے کہا: یہ گناہ نہیں، بلکہ فیصلے کی کم زوری ہے۔ زرعہ یہ دھمکی دے کر نکل گیا: علی، آپ نے ثالثوں کا تقرر واپس نہ لیا تو ہم اللہ کی رضا جوئی کے لیے آپ سے قتال کریں گے۔ حضرت علی نے کہا: اللہ سے ڈرو، شیطان نے تمھیں بہکا دیا ہے۔ تب خوارج نے کوفہ سے نکل کر

نواحی صحرا حرورا میں ڈیرے ڈال دیے۔ حضرت علی نے ان سے گفتگو کے لیے حضرت عبداللہ بن عباس کو بھیجا، لیکن وہ قائل نہ ہوئے۔ پھر وہ خود ان کے پاس گئے اور انھیں کوفہ آنے پر راضی کر لیا۔ انھوں نے آتے ہی مشہور کر دیا کہ علی نے ان کے کہنے پر کفر سے توبہ کر لی ہے۔ اس بات کی وضاحت کے لیے حضرت علی ظہر کی نماز کے بعد خطبہ دینے کھڑے ہوئے تو خوارج نے 'لاحکم إلا اللّٰہ' کا شور مچا دیا۔ حضرت علی نے خطبہ جاری رکھتے ہوئے کہا: یہ ایک حق کلمہ ہے، جس سے باطل مراد لیا جا رہا ہے۔ ہم تمھیں اس مسجد میں نماز پڑھنے سے روکیں گے، نہ مال غنیمت میں تمھارا حصہ ساقط کریں گے۔ تم اگر زبان سے بات کرو گے تو ہم اپنی دلیل پیش کریں گے، لیکن اگر تلوار اٹھانے میں پہل کی تو تمھارے خلاف جہاد کریں گے۔ یزید بن عاصم محاربی اچھل کر آگے آیا اور دھمکی دی: علی، آپ ہمیں قتل سے ڈراتے ہیں؟ مجھے امید ہے کہ ہم جلد اس جرم میں آپ لوگوں کو ماریں پیٹیں گے۔ یہ کہہ کر وہ اپنے تین ساتھیوں سمیت مسجد سے نکل گیا۔ خارجیوں کے ہم خیال حکیم بکائی نے ایک بار دوران خطبہ میں حضرت علی کو ٹوکا اور قرآن مجید کی یہ آیت پڑھی: 'لَىِٕنۡ اَشۡرَكۡتَ لَيَحۡبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ'، "اگر تم نے شرک کیا تو تمھارا عمل اکارت جائے گا اور تو گھاٹا پانے والوں میں شامل ہو جائے گا" (الزمر ۳۹: ۶۵)۔ گویا اس کے خیال میں تحکیم ایک مشرکانہ عمل تھا۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

خوارج کوفہ کی ہیئت اجتماعی

۱۰ر شوال ۳۷ھ: کوفہ کے خوارج عبداللہ بن وہب کے گھر جمع ہوئے۔ اس نے کہا: جو لوگ خدائے رحمٰن پر ایمان رکھتے ہیں اور قرآن کے حکم پر عمل کرتے ہیں، ان کے لیے جائز نہیں کہ دنیا کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر ترجیح دیں۔ ان لوگوں نے اس فریضہ کو ترک کر کے دنیا کو اختیار کر لیا ہے، اس لیے، میرے بھائیو، اس ظالم بستی کو چھوڑ کر کسی پہاڑ کی چوٹی یا کسی دوسرے شہر کی طرف نکل چلو۔ حرقوص بن زہیر بولا: دنیا کی زینت و رونق تمھیں طلب حق اور ظلم سے نفرت سے نہ روکے۔ حمزہ بن سنان (سیار: دینوری) نے کہا: تم درست رائے پر پہنچے ہو، لیکن تمھارا ایک امیر، ایک مرکز اور ایک جھنڈا ہونا ضروری ہے، جس کے نیچے تم جمع ہو سکو۔ چنانچہ زید بن حصین، حرقوص بن زہیر، حمزہ بن سنان اور شریح بن اوفی کو باری باری امارت سنبھالنے کی دعوت دی گئی۔ ان سب نے انکار کیا تو عبداللہ بن وہب کے ہاتھ پر بیعت کی گئی۔ بیعت کے بعد اس نے کہا: میں دنیا کی رغبت میں یہ عہدہ قبول کر رہا ہوں، نہ موت کے خوف سے اسے چھوڑوں گا۔ اگر مجھے مددگار نہ ملے تو میں اکیلا ہی ان سے قتال کروں گا، حتیٰ کہ شہید ہو جاؤں۔ خارجیوں کے زاہد متقشف عبداللہ بن سخبرہ نے تلقین کی: تم اللہ کا قرب

حاصل کرنے کے لیے اس کے نافرمانوں سے بغض رکھو اور ان کے خلاف تلوار اٹھاؤ۔ اگلا اجتماع شریح بن اوفی (زید بن حصن: ابن جوزی) کے ہاں ہوا، زید بولا: اللہ نے فرمایا ہے: جو تنزیل الٰہی کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے، کافر، ظالم اور فاسق ہیں (المائدہ ۵: ۴۴، ۴۵، ۴۷)، اس لیے اہل ایمان پر لازم ہے کہ حکم کتاب کو پرے پھینکنے والے ان ظالموں سے جہاد کیا جائے۔ ابن وہب نے کہا: کسی شہر کی طرف چلو جہاں ہم ٹھیر سکیں۔ شریح نے تجویز پیش کی کہ مدائن کے شہریوں کو نکال باہر کیا جائے اور اس شہر پر قبضہ کر کے بصرہ کے ساتھیوں کو بھی وہاں بلا لیا جائے۔ زید بن حصین نے کہا: مدائن میں ایک بڑی فوج ہے جس کا تم مقابلہ نہیں کر سکو گے۔ اگر تم اکٹھے نکلو گے تو تمھارا پیچھا کیا جائے گا۔ اس لیے اکیلے اکیلے چھپ چھپا کر نکلو اور نہروان ندی (نہر جوخی: ابن کثیر) کے پل پر پہنچ جاؤ۔ انھوں نے اپنے ماں باپ اور اعزہ و اقارب کو چھوڑا اور جہالت و کم علمی کی وجہ سے یہ سمجھا کہ یہ عمل ان کے رب کو راضی کر دے گا۔ تاہم کچھ لوگ اپنی اولاد اور بھائیوں کو ڈانٹ ڈپٹ کر واپس لے آئے۔ اس اثنا میں ابن وہب نے عبداللہ بن سعد عبسی کے ہاتھ بصرہ کے خارجیوں کو خط بھیجا کہ ہم نہروان ندی کے پل پر اکٹھے ہو رہے ہیں، تم بھی اجر و ثواب حاصل کرنے کے لیے ہمارے پاس پہنچ جاؤ۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

نہروان کی جانب

جمعہ کی شب اور پورا دن خارجیوں نے عبادت میں گزارا۔ ہفتہ کا دن انھوں نے دو دو، تین تین کی ٹولیوں کی صورت میں سفر کیا۔ یزید بن حصین خچر پر سوار یہ آیت تلاوت کرتا گیا: 'فَخَرَجَ مِنۡهَا خَآئِفًا يَّتَرَقَّبُ ۫ قَالَ رَبِّ نَجِّنِىۡ مِنَ الۡقَوۡمِ الظّٰلِمِيۡنَ'، ''موسیٰ (علیہ السلام) مصر سے ڈرتے، ٹوہ لیتے نکلے، انھوں نے دعا کی: اے میرے رب، مجھے ظالم قوم سے بچا لے'' (القصص ۲۸: ۲۱)۔ زید سیب پہنچا جہاں کئی خارجی جمع تھے۔ حضرت عدی بن حاتم طائی کا بیٹا طرفہ شریح کے ساتھ نکلا۔ حضرت عدی نے مدائن تک اس کا پیچھا کیا، لیکن پکڑ نہ سکے۔ عبداللہ بن وہب نے رات کے اندھیرے میں سفر شروع کیا، کئی خارجی اس کے ساتھ مل گئے۔ وہ دریاے فرات کے کنارے انبار کی سمت میں جا رہے تھے کہ حضرت عدی سے ان کا سامنا ہو گیا جو واپس کوفہ جا رہے تھے۔ ابن وہب انھیں قتل کرنا چاہتا تھا، مگر اس کے ساتھیوں نے منع کر دیا۔ حضرت عدی نے مدائن پر حضرت علی کے مقررہ حاکم سعد بن مسعود کو خارجیوں سے خبردار کیا اور ان کا مقابلہ کرنے کو کہا۔ سعد پانچ سو سپاہی لے کر خود نکلا، کرخ کے مقام پر اس نے عبداللہ بن وہب کو جا لیا۔ ابن وہب نے اپنے تیس سواروں کے ساتھ اس کا مقابلہ کیا۔ گھنٹہ بھر کی لڑائی کے بعد سعد کے فوجیوں نے یہ کہہ کر لڑنے سے انکار کر دیا کہ

امیر المومنین علی نے ان سے جنگ کرنے کا کوئی حکم نہیں دیا۔ ادھر ابن وہب نے موقع غنیمت جانا اور رات کے اندھیرے میں کسانوں کی مدد سے دجلہ عبور کر کے جوخی (یا جوخا) آیا، پھر واپس اپنے ساتھیوں کے پاس نہروان جا پہنچا جو اس کی زندگی سے مایوس ہو چکے تھے۔ چونکہ یہاں دجلہ وفرات، دونوں دریاؤں کا ذکر آیا ہے، اس لیے یہ بتانا ضروری ہے کہ بصرہ کے شمال میں واقع شہر قرنہ کے پاس دجلہ وفرات آپس میں مل جاتے ہیں، یہ مشترکہ دریا شط العرب یا آروند رود کہلاتا ہے۔ اس کی لمبائی ایک سو بیس میل ہے اور یہ موجودہ نقشوں کے مطابق ایران و عراق کی سرحد بناتا ہوا خلیج فارس میں جا گرتا ہے۔

بصرہ کے خوارج

ادھر بصرہ میں رہ جانے والے پانچ سو خارجی اکٹھے ہوئے، مسعر بن فدکی کو اپنا امیر بنایا اور اشرس بن عوف کو مقدمہ پر مقرر کر کے روانہ ہوئے۔ سالم بن ربیعہ عبسی خارجیوں کا ساتھ دینا چاہتا تھا۔ حضرت علی خود اس کے پاس گئے اور اسے منع کیا۔ قعقاع بن قیس اور عبداللہ بن حکیم کو ان کے رشتہ داروں نے روکا۔ حضرت عبداللہ بن عباس نے ابوالاسود دئلی کو خارجیوں کا تعاقب کرنے کے لیے بھیجا۔ شوستر کے بڑے پل (دینوری) پر اس نے خارجیوں کو جا لیا، تاہم رات چھا جانے کی وجہ سے وہ بچ نکلے اور دجلہ عبور کر کے اپنے امیر کے پاس نہروان پہنچ گئے۔ راہ میں جو ملتا، اس سے سرپنچوں (حکمین) کے بارے میں سوال کرتے۔ اگر وہ ان سے اظہار براءت نہ کرتا تو اسے قتل کر دیتے۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

جنگ کی تیاری

حضرت عبداللہ بن عباس کے بصرہ جانے کے بعد حضرت علی نے اہل کوفہ کو جمع کیا۔ حمد وثنا کے بعد فرمایا: یاد رکھو، معصیت حسرت وندامت کا باعث بنتی ہے۔ تم لوگوں نے جو دو حکم منتخب کیے تھے، انھوں نے قرآن کے حکم کو پس پشت ڈال دیا اور کسی دلیل اور گذشتہ سنت کے بغیر فیصلہ کیا۔ انھوں نے اللہ کی ہدایت کو چھوڑ کر صرف اپنی خواہشات کی پیروی کی، اس لیے اللہ، رسول اور نیک اہل ایمان ان سے بری ہیں۔ اب تم شام کے سفر کی تیاری کرو اور رخت سفر باندھ کر پیر کی صبح لشکر گاہ میں پہنچ جاؤ۔ اس کے بعد انھوں نے خوارج کو یہ خط لکھا:

”اللہ کے بندے، امیر المومنین علی کی جانب سے زید بن حصین، عبداللہ بن وہب اور ان کے ساتھیوں کی طرف: امابعد، ابوموسیٰ اور عمرو بن عاص نے قرآن کے حکم کی خلاف ورزی کی اور سنت پر عمل نہ کیا۔ اس لیے ہم ان کے فیصلے سے اظہار براءت کرتے ہوئے پہلے مقام (محاربہ) پر آ کھڑے ہوئے ہیں۔ جب میرا خط ملے تو

چلے آنا۔ ہم گذشتہ موقف کے مطابق اپنے مشترکہ دشمن پر حملہ کریں گے۔‘‘

حضرت علی کے خط کا جواب دیتے ہوئے خارجیوں نے لکھا: آپ نے اپنے رب کی رضا کے لیے نہیں، بلکہ اپنی ذات کے لیے غصہ دکھایا۔ آپ مان لیں کہ میں نے کفر کا ارتکاب کیا اور اب توبہ کرتا ہوں تو ہم آپ کے ساتھ معاملہ کرنے پر غور کریں گے۔

خوارج کی طرف سے مایوس ہونے کے بعد حضرت علی نخیلہ آئے اور لوگوں سے خطاب کیا، حمد و ثنا کے بعد فرمایا: جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنا چھوڑ دیتا ہے اور امر الٰہی میں مداہنت کرتا ہے، ہلاکت کے کنارے پر پہنچ جاتا ہے۔ ان گم راہوں اور مجرموں سے قتال کے لیے تیار ہو جاؤ جنھیں اگر اقتدار مل جائے تو کسریٰ و ہرقل کی پیروی کریں۔ شام جانے کی تیاری کر لو۔ ہم نے بصرہ میں موجود اپنے ساتھیوں کو فوج بھرتی کرنے کے لیے خط بھیج دیا ہے۔ امیر بصرہ حضرت عبداللہ بن عباس نے حضرت علی کا نامہ پڑھ کر سنایا اور احنف بن قیس کو کمان سونپی تو ساٹھ ہزار جنگجوؤں کے شہر میں سے محض پندرہ سو آدمی نکلے۔ پھر انھوں نے جاریہ بن قدامہ کی قیادت میں نیا دستہ بنانے کو کہا اور لوگوں کو تنبیہ کی کہ جو امیر کی نافرمانی کرے گا، میں اس کے خلاف کارروائی کروں گا۔ اس طرح مزید سترہ سو افراد نکل آئے۔ یہ دونوں دستے نخیلہ پہنچ گئے تو حضرت علی نے کوفہ کے رؤسا اور قبائل کے سرداروں کو بلایا اور کہا: تم میرے بھائی، حق میں میرے مددگار اور دشمنوں کا مقابلہ کرنے کے لیے ساتھ دینے والے ہو۔ ہر قبیلے کا سربراہ جنگ میں حصہ لینے کے قابل افراد کی فہرست فراہم کرے، لڑکے بالے ہوں یا غلام اور موالی۔ سب سے پہلے سعد بن قیس ہمدانی نے حضرت علی کی اپیل پر لبیک کہا، پھر حضرت معقل بن قیس ریاحی، حضرت عدی بن حاتم طائی، زیاد بن خصفہ، حضرت حجر بن عدی اور دوسرے سردار کھڑے ہوئے اور تعاون کا یقین دلایا۔ ان سرداروں نے اپنے اہل قبیلہ کو خطوط لکھے تو چالیس ہزار کی نفری فراہم ہو گئی، ان میں آزاد، غلام سبھی شامل تھے۔ مدائن کے حاکم سعد بن مسعود کو بھی سپاہی بھیجنے کو کہا گیا۔ تمام اہل کوفہ کو ملا کر پینسٹھ ہزار کی نفری ہوئی۔ اہل بصرہ کی تعداد تین ہزار دو سو تھی۔ حضرت علی کو معلوم ہوا کہ ان کے فوجی خارجیوں سے پہلے نمٹنے کی خواہش رکھتے ہیں تو خطبہ دیا: میرے خیال میں عہد شکن لوگ خوارج سے زیادہ اہم ہیں، اس لیے ان کا مقابلہ کرنے چلو جو تم سے اس لیے آمادہ بہ جنگ ہیں کہ جابر بادشاہ بن کر بندگان خدا کو غلام بنالیں۔ ساتھیوں نے کہا: امیر المومنین، ہم آپ کے انصار ہیں، جدھر چاہیں لے جائیں۔ صیفی بن فسیل نے کہا: ہم اس کے دشمن ہیں جو آپ سے عداوت رکھتا ہو اور اس کے ساتھی ہیں جو آپ کی اطاعت میں ہو۔ محرز بن

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

شہاب بولا: آپ کی جماعت آپ کی نصرت میں یک جان و قلب ہے۔

حضرت عبداللہ بن خباب کی شہادت

نہروان کے قریب پہنچ کر خارجیوں نے صحابیِ رسول حضرت عبداللہ بن خباب کو اپنی ام ولد کے ساتھ گدھے پر سوار جاتے دیکھا۔ وہ انھیں دیکھ کر گھبرا گئے تو پہلے تسلی دی، پھر حدیث فتنہ کے بارے میں پوچھا۔ حضرت عبداللہ نے بتایا کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم فرمایا: جب تم فتنے کا زمانہ پاؤ تو مقتول بن جانا، قاتل نہ بننا(مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۳۹۰۵۱)۔ خارجیوں نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے بارے میں ان کی رائے لی۔ حضرت عثمان کے آخری دور کے بارے میں پوچھا تو حضرت عبداللہ نے کہا: وہ آخری دور میں بھی حق پر تھے۔ پھر حضرت علی کے متعلق سوال کیا: وہ حکم قبول کرنے کے بعد کیسے رہے؟ تو جواب دیا: وہ تم سے زیادہ خدا آگاہ، دین پر زیادہ عامل اور تم سے زیادہ بصیرت کے حامل تھے۔ خارجی بولے: تو خواہشات کی پیروی کرتا ہے اور لوگوں کے نام دیکھ کر ان سے محبت کرتا ہے، ان کے افعال کو نہیں دیکھتا۔ پھر تاؤ میں آکر حضرت عبداللہ بن خباب کو نہروان کے کنارے لٹا لیا تو انھوں نے کہا: تم تو مجھے امان دے چکے ہو۔ گم راہوں نے ایک نہ سنی اور ان کو اس طرح ذبح کیا کہ خون کی دھار بہ نکلی۔ اس کے بعد وہ ان کی نو ماہ کی حاملہ ام ولد کی طرف بڑھے۔ انھوں نے کہا: میں تو ایک عورت ہوں، تم اللہ سے نہیں ڈرتے؟ خارجیوں نے جوش جنون میں ان کا پیٹ پھاڑا اور بچہ نکال کر باہر پھینک دیا۔ ان کا استدلال تھا کہ حضرت خضر نے ایک مستقبل کے برے بچے کو پیشگی ہی قتل کر دیا تھا(اردو دائرۂ معارف اسلامیہ)۔ ان کے بعد تین مزید خواتین اور ام سنان صیداویہ کو شہید کیا۔ حضرت علی کو پتا چلا تو حارث بن مرہ عبدی کو حالات معلوم کرنے کے لیے بھیجا، انھوں نے پوری تفصیل لکھ بھیجی۔ وہ خارجیوں سے ملنے نہر کی طرف گئے تو انھوں نے ان کو بھی شہید کر دیا۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

خوارج کی طرف رخ

اب پوری فوج نے حضرت علی سے مطالبہ کیا: امیر المومنین، آپ ہمارے اہل و عیال کو ان گم راہوں کے رحم و کرم پر چھوڑ کر کیوں جا رہے ہیں؟ شامیوں پر لشکر کشی سے پہلے انھیں طاعت و جماعت کی دعوت دیں۔ اگر وہ توبہ نہ کریں تو ان سے قتال کر کے امت کو راحت پہنچائیں۔ حضرت اشعث بن قیس نے بھی کھڑے ہو کر تائید کی، حالاں کہ انھیں خارجیوں کا ہم نوا سمجھا جاتا تھا۔ اتفاق رائے کے بعد حضرت علی نے کوچ کا حکم دیا،

حضرت حسن اور حضرت حسین ان کے ہم راہ تھے۔ لشکر روانہ ہوا، دریا کا پل عبور کر کے حضرت علی نے دو رکعت نماز ادا کی، پہلی منزل دیر عبدالرحمٰن، دوسری دیر ابو موسیٰ پر کی، پھر قریہ شاہی اور دباہا سے ہوتے ہوئے دریاے فرات کے کنارے پہنچے۔ حضرت علی نے راستے میں ملنے والے نجومی مسافر بن عفیف ازدی کے اس مشورے پر کان نہ دھرے کہ آپ دن کے وقت سفر کریں، کسی دوسرے وقت فوج کی حرکت سے آپ کو بھاری نقصان اٹھانا پڑے گا اور کہا: اگر میں نجومی کے مشورے کو مان لوں تو سب کہیں گے کہ اس کی راے پر چلنے سے کامیابی ملی۔

اہل نہر (نہروان) کی طرف جانے سے پہلے حضرت علی انبار گئے اور حضرت قیس بن سعد کے ہاتھ اہل مدائن کو جنگ میں شرکت کا حکم دیا۔ پھر خارجیوں کو پیغام بھیجا کہ ہمارے ساتھیوں کے قاتل ہمارے حوالے کر دو۔ ان سے قصاص لے کر ہم تمھاری راہ چھوڑ دیں گے اور شام کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔ انھوں نے جواب دیا: ہم نے انھیں مل کر مارا ہے اور ہم سب ان کے اور تمھارے جان و مال کو حلال سمجھتے ہیں۔ حضرت قیس بن سعد آگے بڑھے اور کہا: اللہ کے بندو، قاتلوں کو ہمارے حوالے کر کے جمعیت اسلامی میں دوبارہ شامل ہو جاؤ۔ ہم مل کر اپنے مشترکہ دشمن سے قتال کریں گے۔ تم نے مسلمانوں کو مشرک قرار دے کر اور ان کا خون بہا کر سنگین جرم کیا ہے۔ عبداللہ بن سخبرہ (شجرہ: ابن اثیر) نے کہا: حق ہم پر روشن ہو گیا ہے، اب تمھاری بات نہ مانیں گے، جب تک تم عمر جیسا شخص سامنے نہ لاؤ۔ حضرت قیس نے کہا: ہمیں اپنے امیر کے علاوہ کوئی شخص عمر جیسا نظر نہیں آتا۔

اب حضرت ابوایوب انصاری خوارج سے مخاطب ہوئے: اللہ کے بندو، ہم تم اسی حالت پر لوٹ آئے ہیں جس پر پہلے تھے۔ اب کیوں ہم سے جنگ پر آمادہ ہو؟ خوارج نے جواب دیا: ہم آج تمھارے امیر کی بیعت کر لیں تو کل تم پھر حکم مان لو گے۔ حضرت ابوایوب نے کہا: آیندہ سال کے اندیشے میں تم اسی سال فتنے میں مبتلا نہ ہو جاؤ۔ آخر میں حضرت علی اٹھے اور یوں خطاب فرمایا: اے وہ جماعت جسے دشمنی اور ضد بازی نے امت سے خارج اور ہواے نفس نے حق سے دور کر دیا ہے، میں تمھیں خبر دار کرتا ہوں کہ کل یہ امت تمھیں اس وادی میں پچھڑا پائے گی۔ تم جانتے ہو کہ میں نے تمھیں ثالثی قبول کرنے سے منع کیا تھا اور کہا تھا کہ شامیوں کا تمھیں تحکیم کی پیش کش کرنا ایک چال ہے، ان کا مقصد تمھاری قوت کو پارہ پارہ کرنا ہے۔ میں انھیں تم سے زیادہ جانتا ہوں، ان کے بچپن اور ان کی جوانی سے واقف ہوں۔ مگر تم نہ مانے، مجبوراً میں نے تحکیم قبول کی، لیکن ثالثوں

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

سے پیمان لیا کہ قرآن جو حکم دیتا ہے، اسے جاری کریں گے اور جس شے کو ختم کرنا چاہتا ہے، اسے نابود کر دیں گے۔ جب ثالثوں نے باہم اختلاف کیا اور کتاب و سنت کے حکم کے مخالف چلے تو ہم نے ان کا فیصلہ پرے دے مارا۔ اب ہم تحکیم سے پہلے والے مقام پر آ گئے ہیں۔ تم بولو، تم کیوں مقابلے پر اتر آئے ہو؟ خوارج نے اصرار کیا کہ تحکیم کا گناہ کرنے سے ہم سب کافر ہو گئے تھے، ہم نے تو اپنے کفر سے توبہ کر لی ہے۔ آپ بھی توبہ کا اعلان کریں تو ہم آپ کا ساتھ دیں گے اور اگر رجوع نہ کیا تو مقابلہ کریں گے۔ حضرت علی بولے: تم پر سنگ باری ہو اور تم میں سے کوئی ایک نہ بچے، رسول پر ایمان لانے اور ہجرت و جہاد کرنے کے بعد بھی میں اپنے کفر کی گواہی دوں؟ تب تو میں گم راہ تر ہو جاؤں گا۔

تب حضرت علی نے خوارج کو تجویز پیش کی: تم اپنی مرضی کا ایک نمایندہ میرے پاس بھیجو تاکہ وہ اپنی بات کہہ لے اور میں اپنا موقف پیش کر لوں۔ وہ راضی ہو گئے اور اپنے لیڈر عبداللہ بن کوا کو بھیجا۔ حضرت علی نے اس سے پوچھا: کیا تم جنگ جمل کے معاملے میں مجھے بے قصور سمجھتے ہو؟ ابن کوا نے جواب دیا: اس وقت تو تحکیم نہ ہوئی تھی۔ حضرت علی کا اگلا سوال تھا: کیا میں زیادہ ہدایت یافتہ ہوں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے؟ ابن کوا بولا: یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ حضرت علی نے پوچھا: تو کیا اللہ تعالیٰ کو نصاریٰ کے جھوٹا ہونے میں کوئی شک تھا جب اس نے آپ کو ان سے مباہلہ کرنے کا حکم دیا؟ ابن کوا نے جواب دیا: یہ بات تو آپ کے خلاف دلیل بنتی ہے، آپ نے دوسرے پنچ مان کر اپنے اوپر شک کیا، اس لیے ہمیں زیادہ حق ہے کہ آپ پر شک کریں۔ ابن کوا نے جب حضرت ابوموسیٰ اشعری کو بھی حکم بننے کی وجہ سے کافر قرار دیا تو حضرت علی نے پوچھا: کیا ابوموسیٰ کے گم راہ ہونے سے تمھارے لیے جائز ہو گیا کہ کندھوں پر تلواریں رکھ کر لوگوں کی گردنیں مارنے لگو۔ واللہ! اس طرح تمھارا ایک مرغی مارنا بھی اللہ کے ہاں سنگین جرم ہو گا، کجا ایسی جان لینا جو عنداللہ حرام و محترم ہو۔ دوسرے خارجی زعما نے حضرت علی کے دلائل سنے تو آواز دی: ان سے بات چیت بند کر کے لوٹ آؤ اور اللہ کی جنت میں جانے کی تیاری کرو۔ حضرت علی نے بھی اپنی فوج کو ہتھیار اٹھانے کا حکم دے دیا۔

جنگ نہروان ۳۷ھ (۷ا جولائی ۶۵۸ء)، دوسری روایت: ۳۸ھ (۶۵۹ء)

نہروان بغداد اور واسط کے درمیان وسیع علاقے کا نام ہے۔ اس میں بہنے والی نہر کو بھی نہروان کہا جاتا تھا جو حلوان سے بہتی ہوئی عراق کی کئی بستیوں کو سیراب کرتی ہوئی زیریں مدائن میں دجلہ میں جا گرتی تھا۔ فارسی میں اسے جوروان اور سریانی میں تامرّا کہا جاتا تھا۔ یاقوت الحموی کہتے ہیں: عہد سلاجقہ میں ہونے والی جنگوں میں

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

یہ نہر خشک ہوئی اور اس پر آباد بستیاں اجڑ گئیں۔ بعد کے ادوار میں اس کا احیا نہ ہو سکا، کیونکہ ایسا اتفاق ہوا کہ جس نے اسے جاری کرنے کی کوشش کی، زندگی نے اسے مہلت نہ دی۔

فوجوں کی ترتیب

خوارج نے نہر کے پل کا رخ کیا تو حضرت علی کے ساتھی بولے: یہ نہر عبور کر جائیں گے۔ ایک جاسوس نے خبر دی کہ وہ نہر پار کر رہے ہیں۔ حضرت علی نے اصرار کیا کہ ایسا نہیں ہو گا، ان کا انجام ندی کے اِس پار ہی ہو گا، تمھارے دس سپاہی بھی شہید نہ ہوں گے اور ان میں سے دس بھی نہ بچیں گے (مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۳۹۰۴۸)۔ اب انھوں نے فوج کو ترتیب دینا شروع کیا، میمنہ پر حضرت حجر بن عدی، میسرہ پر شبث بن ربعی، گھڑ سواروں پر حضرت ابوایوب انصاری اور پیادوں پر حضرت ابو قتادہ انصاری کو مقرر کیا۔ حضرت قیس بن سعد اہل مدینہ کی کمان کر رہے تھے۔ زید بن حصین، شریح بن اوفی، حمزہ بن سنان اور حرقوص بن زہیر علی الترتیب خارجیوں کے میمنہ، میسرہ، گھڑ سوار اور پیادہ دستوں کے کمانڈر تھے، جب کہ عبداللہ بن وہب کمانڈر ان چیف تھا۔ طبری، ابن اثیر، ابن کثیر اور ابن جوزی نے (ایک جگہ) شبث بن ربعی کو حضرت علی کی فوج کا امیر میسرہ، جب کہ ابن جوزی نے دوسرے مقام پر اسے خوارج کا امیر قتال بتایا ہے۔ ابن حجر کہتے ہیں: شبث خارجی تھا، لیکن پھر تائب ہو گیا۔ اس نے حضرت عثمان کے قتل میں معاونت کی اور پھر حضرت حسین کے خلاف جنگ میں شریک رہا۔

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

حضرت علی نے حضرت ابوایوب کے ہاتھ میں صلح کا پرچم تھمایا اور یہ اعلان کرنے کا حکم دیا: جو اس پرچم تلے آ جائے گا، مامون ہو گا، بشرطیکہ اس نے کوئی قتل نہ کیا ہو، اور جو لشکر چھوڑ کر کوفہ یا مدائن چلا جائے گا، اسے بھی امان دی جائے گی۔ ہمیں اپنے مقتول بھائیوں کا قصاص لینے کے بعد تمھارا خون بہانے کی حاجت نہ ہو گی۔ اس اثنا میں فروہ بن نوفل پانچ سو گھڑ سوار لے کر نکل آیا اور کہا: مجھے سمجھ نہیں آئی کہ ہم علی سے جنگ کیوں کر رہے ہیں، جب کہ انھیں قتل کرنے کی ہمارے پاس کوئی حجت نہیں۔ کچھ خارجی لشکر چھوڑ کر کوفہ چلے گئے، جب کہ ایک ہزار افراد نے پرچم تلے پناہ لی۔ عبداللہ بن وہب کے چار ہزار ساتھیوں میں سے دو ہزار آٹھ سو اس کے ساتھ رہ گئے۔ یہ حضرت علی کا مقابلہ کرنے کے لیے تیار تھے۔ حضرت علی نے اسود بن یزید مرادی کی قیادت میں دو ہزار شہ سواروں پر مشتمل رسالے (cavalry) کو آگے رکھا اور پیدل فوج کی دو صفیں بنائیں، اگلی صف تیر اندازوں پر مشتمل تھی۔ انھوں نے فوج کو حکم دیا: اس وقت تک جنگ نہ کرنا جب تک ان کی طرف سے

ابتدا نہ ہو۔ اگر انھوں نے سخت حملہ بھی کیا تو ان کے پیادے اپنا نقصان کیے بغیر آگے نہیں بڑھ سکتے۔

جنگ کی ابتدا و انتہا

بالآخر خارجیوں نے پیش قدمی کی۔ تین سو سواروں پر مشتمل ان کے گھڑ سوار دستے کی کمان حمزہ بن سنان کے ہاتھ میں تھی۔ جیش علی کے پاس پہنچنے پر کچھ خارجیوں نے حاکم اصفہان حضرت یزید بن قیس کو آواز دی: 'لاحکم إلا اللہ'۔ عباس بن شریک اور قبیصہ بن ضبیعہ خوارج نے جواب دیا: اللہ کے دشمنو، کیا تم میں شریح بن اوفی جیسا خطا کار نہیں؟ اور کیا تم بھی اس جیسے نہیں؟ خارجی بولے: ہم نے تو توبہ کر لی ہے، تمھارے پاس کیا دلیل ہے کہ فتنہ میں مبتلا ایک شخص کا ساتھ دے رہے ہو؟ پھر وہ چیخنا شروع ہو گئے: 'چلو، جلدی سے جنت کی طرف چلو' یہ نعرہ لگاتے ہی وہ حضرت علی کی فوج کے آگے چلنے والے رسالے پر ٹوٹ پڑے۔ حملے کی شدت سے گھوڑے اپنی جگہ پر ٹھیر نہ سکے اور دو حصوں میں بٹ کر دائیں بائیں ہو گئے۔ اس سے انھیں حضرت علی کی پیدل فوج تک بڑھنے کا موقع مل گیا، لیکن پہلی صف میں موجود تیر اندازوں نے ان کے مونہوں پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی۔ اس دوران میں سوار فوج نے بھی دائیں بائیں سے واپس مڑ کر خارجیوں کو گھیرے میں لے لیا۔ پھر دوسری صف میں کھڑے پیادوں نے تلواروں اور نیزوں سے وار کرنے شروع کر دیے۔ زخمی ہونے کے باوجود وہ لڑتے جا رہے تھے۔ کچھ ہی دیر گزری تھی کہ حضرت علی کے جاں نثاروں نے خوارج کی پیدل فوج کو ہمیشہ کی نیند سلا دیا۔ خارجی سوار دستوں کے امیر حمزہ بن سنان نے اپنے لشکر کو تباہ ہوتے دیکھا تو سپاہیوں کو للکار کر کہا کہ فوراً گھوڑوں سے نیچے اتر آؤ۔ انھوں نے گھوڑوں کی پیٹھیں چھوڑی ہی تھیں کہ اسود بن قیس کا دستہ ان پر ٹوٹ پڑا، حضرت علی کے بھیجے ہوئے مزید شہ سوار بھی مدد کے لیے آن پہنچے۔ خارجی سوار بھی اب مکمل طور پر خاموش ہو چکے تھے۔ بمشکل دس خارجیوں کو فرار ہونے کا موقع ملا۔ یہ بعد میں حضرت علی کی شہادت میں شریک رہے۔

شریح بن اوفی کا قتال

شریح بن اوفی نے ایک دیوار کے پیچھے پناہ لی اور اس کے شگاف سے نکل کر دن بھر لڑتا رہا۔ اس نے تین ہمدانیوں کو بھی قتل کیا اور کچھ اشعار بھی پڑھے:

إني سأحمي ثلمتي العشية

''میں اپنے اس شگاف میں شام تک پناہ لوں گا۔''

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

أضربهم ولو أرى عليا

ألبسته أبيض مشرفيا

’’میں علی کی فوج پر تلوار چلا رہا ہوں اور اگر علی کو دیکھ لیتا تو ان کو سفید چمک دار شمشیر کا لباس پہنا دیتا۔‘‘

قیس بن معاویہ دہنی (برجمی: دینوری) نے شریح کو دیکھا تو ایک زبردست وار کر کے اس کا پاؤں کاٹ ڈالا۔ زخمی ہونے کے باوجود وہ بدبخت لڑائی سے باز نہ آیا تو قیس نے دوسری ضرب لگائی اور اس کا کام تمام کر دیا۔

خارجی لیڈروں کا انجام

جنگ ختم ہونے کے بعد حضرت ابوایوب انصاری حضرت علی کے پاس آئے اور بتایا کہ میں نے زید بن حصین کے سینے میں نیزے کا پھل گاڑ دیا، حتیٰ کہ اس کی کمر کے پار ہو گیا۔ حضرت علی نے پوچھا: تم دونوں میں کوئی گفتگو ہوئی تھی؟ حضرت ابوایوب نے بتایا: میں نے اسے جہنم کی وعید سنائی تو بولا: تو جلد جان جائے گا کہ ہم میں سے کون جہنم میں جانے کا زیادہ حق دار ہے۔ اس پر حضرت علی خاموش رہے۔ دوسری روایت ہے کہ انھوں نے کہا: وہی دوزخ میں داخلے کا زیادہ سزاوار ہے۔ عائذ بن حملہ نے بتایا کہ میں نے کلاب کو قتل کیا۔ حضرت علی نے کہا: تو حق پر ہے اور تم نے ایک باطل پرست کو مارا ہے۔ ہانی بن خطاب اور زیاد بن خصفہ، دونوں نے دعویٰ کیا کہ اس نے عبداللہ بن وہب راسبی کو قتل کیا ہے۔ حضرت علی نے پوچھا: تم نے اسے کیسے مارا؟ دونوں نے کہا: ہم اس کی طرف لپکے اور اپنے اپنے نیزے اس کے جسم میں پیوست کر دیے۔ حضرت علی نے فرمایا: مت جھگڑو، تم دونوں اس کے قاتل ہو۔ جیش بن ربیعہ نے حرقوص بن زہیر کو اس کے انجام تک پہنچایا۔ عبداللہ بن زحر نے عبداللہ بن سخبرہ (شجرہ: ابن اثیر) کو قتل کیا۔

پستان والے کی تلاش

خوارج کا فتنہ برپا ہونے سے پہلے حضرت علی کہا کرتے تھے: آخری زمانے میں ایک ایسا گروہ ظاہر ہو گا جن کی زبانوں پر قرآن تو ہو گا، لیکن وہ ان کی ہانسوں (clavicles) سے نیچے نہ اترے گا۔ یہ لوگ دین سے اس طرح خارج ہو جائیں گے، جس طرح تیر کمان سے نکلتا ہے۔ اس گروہ میں ایک ٹنڈا شخص شامل ہو گا جس کا ہاتھ پیدایشی طور پر ناقص ہو گا۔ جس کسی کا ان سے سامنا ہو، انھیں قتل کر دے، کیونکہ ان کا قتل اللہ کے ہاں باعث اجر ہو گا (بخاری، رقم ۳۶۱۱۔ مسلم، رقم ۲۴۲۷۔ نسائی، رقم ۴۱۰۷۔ احمد، رقم ۱۰۸۶۔ مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۳۹۰۳۸، ۳۹۰۸۲۔ مسند بزار، رقم ۵۶۸۔ ابن حبان، رقم ۶۷۳۹)۔ جنگ نہروان کے اختتام پر انھوں نے

خوارج کی لاشوں میں سے اس نشانی کے حامل آدمی کی تلاش کرنے کو کہا۔ ایسی کوئی لاش نہ ملی تو حضرت علی بولے: نہ میں نے جھوٹ بولا، نہ مجھے بتانے والے کے بارے میں جھوٹ کا گمان کیا جا سکتا ہے۔ آخر کار وہ خود کھوج میں نکلے، سلیمان بن ثمامہ اور ریان بن صبرہ ان کے ساتھ تھے۔ انھوں نے جوروان کے کنارے ایک گڑھے کے اندر پچاس لاشوں میں پھنسی ہوئی ایک نعش دیکھی۔ اس کے بازو کی جگہ گوشت کا ایک لوتھڑا لٹک رہا تھا جو عورت کے پستان سے مماثلت رکھتا تھا، سر پستان (nipple، چوچی) پر چند سیاہ بال اور سات تل بھی تھے۔ اسے پکڑ کر کھینچا گیا تو دوسرے بازو جتنا لمبا ہو گیا اور چھوڑنے پر کندھے سے چپک کر پستان کی طرح نظر آنے لگا۔ حضرت علی نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا، طویل سجدۂ شکر ادا کر کے کہا: میں نے جھوٹ کہا نہ مجھے بتانے والے نبی کی بات جھوٹ تھی۔ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ تم بے عمل ہو کر بیٹھ جاؤ گے تو میں تمھیں وہ فیصلہ سناتا جو اللہ تعالیٰ نے اپنے سچے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے ان خارجیوں سے قتال کرنے والوں کے حق میں سنا رکھا ہے (احمد، رقم ۶۲۶، ۸۴۸۔ مصنف ابن ابی شیبہ، رقم ۳۹۰۳۶۔ مسند بزار، رقم ۵۳۸)۔ اس طرح ان خوارج سے برسرپیکار اپنی معرکہ آرائی کی پوری بصیرت رکھتا اور ہم جس حق پر ہیں، اسے خوب پہچان رہا ہوتا۔

اموال کی تقسیم اور قیدیوں کی رہائی

حضرت علی خارجیوں کی نعشوں کے پاس سے گزرے تو بولے: تمھارا ناس ہوا، تمھیں دھوکے میں ڈالنے والے نے تباہ کر دیا۔ لوگوں نے پوچھا: امیر المومنین، انھیں کس نے دھوکے میں ڈالا؟ فرمایا: شیطان نے اور نفس امارہ نے انھیں جھوٹی تمناؤں میں مبتلا کر کے یہ یقین دلا دیا کہ وہ غالب آئیں گے۔ اس کے بعد حضرت علی نے ان زخمیوں کو ڈھونڈا جن میں ابھی زندگی کی رمق تھی۔ ایسے افراد کی تعداد چار سو تھی۔ انھوں نے حکم دیا کہ ان کو ان کے قبیلوں تک پہنچا دیا جائے اور ان سے کہا جائے کہ ان کا دوا دارو کر کے کوفہ لے جائیں، لشکر گاہ میں موجود ان کا ساز و سامان بھی لے جاؤ۔ حضرت علی نے خارجی فوج کا چھوڑا ہوا اسلحہ اور ان کی سواریاں مسلمانوں میں بانٹ دیں، لیکن ان کا کامل مال و متاع اور غلام لونڈیاں ان کے گھر والوں کو واپس کر دیے، خمس بھی نہیں نکالا۔ ایک ہنڈیا ان کے سامنے لائی گئی، وہ بھی واپس کر دی۔ حضرت عدی بن حاتم طائی نے اپنے بیٹے طرفہ کی نعش تلاش کر کے اسے دفنایا۔ باقی لوگوں نے اپنے مقتولوں کی تدفین کی۔ بنو سدوس کے ایک خارجی عیزار بن سدوس کو حضرت عدی نے پکڑا اور حضرت علی کے پاس لے آئے۔ انھوں نے کہا: اس کا خون ہمارے لیے حلال نہیں، لیکن ہم اس کو قید ضرور کریں گے۔ حضرت عدی نے کہا: اسے میرے سپرد کر دیں، میں اس کا

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

ضامن رہوں گا۔

۳۸ھ میں واقع ہونے والے معرکۂ نہروان میں حضرت علی کے صرف سات سپاہیوں نے جام شہادت نوش کیا۔ ان میں ایک صحابی حضرت یزید بن نویرہ انصاری بھی تھے جو جنگ کی ابتدا ہی میں شہید ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے احد کے روز انھیں جنت کی بشارت دی تھی۔ فرمایا تھا: جو اس ٹیلے کو پار کرے گا، اسے اجر میں جنت ملے گی۔ حضرت یزید اور ان کے چچازاد، دونوں تلوار زنی کرتے ہوئے اس ٹیلے کو پار کر گئے تو فرمایا: یزید، تمھیں اپنے بھائی پر ایک درجہ زیادہ حاصل ہو گا (تاریخ بغداد ۱/ ۲۰۳)۔

جیش علی کا مزید جنگ سے کترانا

جنگ نہروان میں نصرت حاصل کرنے پر حضرت علی نے اللہ کی حمد و ثنا کے بعد اپنے ساتھیوں سے کہا: اللہ نے تم پر بہت احسان کیا اور تمھاری خوب مدد فرمائی ہے، اس لیے اب تم فوراً اپنے شامی دشمنوں کے مقابلہ پر چلو۔ حضرت اشعث بن قیس نے جواب دیا: امیر المومنین، ہمارے تیر ختم ہو چکے، تلواریں کند ہو گئیں اور نیزوں کی انیاں جھڑ گئی ہیں، اس لیے آپ شہر واپس چلیں تاکہ ہم دوبارہ اچھی طرح تیاری کر سکیں۔ ہو سکتا ہے، امیر المومنین مزید اسلحہ فراہم کر دیں، شاید ہماری تعداد میں اضافہ ہو جائے اور جو لوگ فوت ہوئے، ان کی کمی پوری ہو جائے۔ چنانچہ حضرت علی نخیلہ پہنچے، لشکر کو ٹھیرایا اور فوجیوں کو تلقین کی کہ دل میں جہاد کا ارادہ رکھتے ہوئے بیوی بچوں سے مختصر ملاقات کر لیں۔ ان کی ہدایت کے برعکس کچھ ہی دنوں میں سپاہی کھسکنا شروع ہو گئے اور چھاؤنی خالی ہو گئی، چند جرنیل ہی واپس آئے۔

حضرت علی مایوس ہو کر کوفہ پہنچے اور لوگوں کو جہاد پر چلنے کی پھر ترغیب دی، فرمایا: جہاد اللہ کا قرب اور اس کا وسیلہ پانے کا ذریعہ ہے۔ جتنی قوت اور گھوڑے جمع کر سکتے ہو، کر و اور اللہ پر بھروسا رکھو، وہی کارساز اور مددگار ہے۔ انھوں نے کچھ روز انتظار کیا، لیکن جب ایک شخص بھی آمادہ ہوا، نہ کوئی تیاری کی تو انھوں نے رؤسا اور سرداروں کو جمع کیا اور ان سے خطاب کیا: کیا وجہ ہے کہ میں نے تمھیں جہاد کے لیے کہا تو تم زمین پر ڈھے جاتے ہو؟ (اثَّاقَلْتُمْ اِلَی الْاَرْضِ، التوبہ ۹: ۳۸)، دنیاوی زندگی کو ترجیح دینے اور عزت کے بجائے ذلت و رسوائی کو پسند کرنے لگے ہو؟ امن کے زمانہ میں شیر اور زمانۂ جنگ میں لومڑی ہو جو دم دبا کر بھاگتی ہے۔ تم دوسروں کی چال میں آنے والے ہو، خود کوئی چال نہیں چل سکتے۔ جنگجو تو وہ ہوتا ہے جو بیدار رہے اور عقل استعمال کرے۔ تمھاری خیر خواہی کرنا اور تمھیں جہالت کے اندھیروں سے باہر لانا مجھ پر لازم ہے، لیکن بیعت کی ذمہ داریاں

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

ادا کرنا اور میری پکار پر چلے آنا ایسے فرائض ہیں جو تمھیں نبھانے ہوں گے۔ افسوس کہ حضرت علی کا درد مندانہ خطاب رایگاں گیا۔ چند سرداروں نے صاف انکار کیا، کچھ نے بادل نخواستہ ہاں کی، خوشی سے جہاد پر جانے والے تھوڑے ہی تھے۔ یہ حال دیکھ کر حضرت علی کو شامیوں پر حملہ کرنے کا فیصلہ ملتوی کرنا پڑا۔

۳۸ھ میں حضرت علی نے حضرت عبید اللہ بن عباس کو امیر حج مقرر کیا۔

مطالعۂ مزید: الطبقات الکبریٰ (ابن سعد)، الاخبار الطوال (احمد دینوری)، تاریخ الامم والملوک (طبری)، دلائل النبوۃ (بیہقی)، المنتظم فی تواریخ الملوک والامم (ابن جوزی)، الکامل فی التاریخ (ابن اثیر)، البدایۃ والنہایۃ (ابن کثیر)، تاریخ اسلام (شاہ معین الدین)، اردو دائرۂ معارف اسلامیہ (مقالہ: ڈاکٹر حمید اللہ)، سیرت علی المرتضیٰ (محمد نافع)۔

[باقی]

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com